بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ جرمنی

# اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر۔14 مدیر۔نعیم احمد نیرّ کتابت وڈیزائننگ؛رشید الدین،شرافت اللہ، ماہ احسان 1388 ہجری شمسی، بمطابق جون 2009ء شمارہ نمبر6

## قرآن کریم

### سورَۃ الھُمَزَۃ

**ترجمہ**۔ ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کیلئے۔جس نے مال جمع کیا اوراس کا شمار کرتا رہا۔وہ گُمان کیا کرتا تھا کہ اُس کا مال اُسے دوام بخش دے گا۔خبردار!وہ ضرور حُطمہ میں گرایا جائے گا۔اور تجھے کیا بتائے کہ حُطمہ کیا ہے۔وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی۔جو دلوں پر لپکے گی یقیناً وہ اُن کے خلاف بند رکھی گئی ہے۔ایسے ستونوں میں جو کھینچ کر لمبے کئے گئے ہیں۔

**تشریح**۔سورۃ العصر کے بعد سورۃ الھمزۃ آتی ہے جو اموال کی حریص قوموں کے لئے اب تک بیان فرمودہ انتباہات میں سے سب سے بڑا انتباہ ہے۔فرمایا کیا اس زمانہ کا بڑا انسان یہ گمان کرے گا کہ اس کے پاس اس کثرت سے دولت اکٹھی ہو چکی ہے اور وہ اسے بے دریغ اپنے دفاع میں خرچ کر رہا ہے۔گویا اب اُسے اس دُنیا میں ابدی برتری حاصل ہوگئی ہے؟ خبردار وہ ایک ایسی آگ میں جھونکا جائے گا جو چھوٹے سے چھوٹے ذرّوں میں بند کی گئی ہے اور تجھے کیا پتہ کہ وہ کونسی آگ ہے؟۔ یہ سوال طبعی طور پر اٹھتا ہے کہ چھوٹے سے ذرّہ میں آگ کیسے بند کی جاسکتی ہے؟۔لازماً اس میں اس آگ کا ذکر ہے جو ایٹم میں بند ہوتی ہے اور لفظ حُطَم اور ایٹم (ATOM) میں صوتی مشابہت ہے۔ یہ وہ آگ ہے جو دلوں پر لپکے گی اور ان پر لپکنے کے لئے ایسے ستونوں میں بند کی گئی ہے جو کھنچ کر لمبے ہو جائیں گے۔

یہ ساری سورت انسان کو سمجھ آ ہی نہیں سکتی جب تک اس ایٹمی دور کے حالات اس پر روشن نہ ہوں۔وہ ایٹمی مادہ جس میں یہ آگ بند ہے وہ پھٹنے سے پہلے عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃً کی شکل اختیار کرتا ہے۔یعنی بڑھتے ہوئے اندرونی دباؤ کی وجہ سے پھیلنے لگتا ہے اوراس کی آگ انسانوں کے بدن جلانے سے پہلے ان کے دلوں پر لپکتی ہے اور انسانوں کی حرکتِ قلب بند ہو جاتی ہے۔تمام سائنسدان گواہ ہیں کہ بالکل یہی واقعہ ایٹم بم پھٹنے سے رونما ہوتا ہے۔اس کے آتش گیر مادہ کے پہنچنے سے پہلے پہلے نہایت طاقتور ریڈیائی لہریں دلوں کی حرکت بند کر دیتی ہیں۔

اس کا ایک اور معنی یہ بھی ہے کہ انسانی جسم کے ذرّات میں بھی ایک آگ مخفی ہے۔جب وہ ظاہر ہوگی تو پھر انسانی دل پر لپکے گی اور اسے ناکارہ بنادے گی۔

(ترجمہ وتشریح از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

## مسجد کریم Stade میں معزز شہریوں کے ساتھ تعارفی پروگرام

Stade شہر میں مورخہ ۲۲ اپریل کو مسجد کریم میں معزز شہریوں کو مسجد کے تعارف و مقاصد سے مطلع کرنے کے لئے ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام میں محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی کے علاوہ شہر کے میئر بھی شامل ہوئے۔تلاوت قرآن کریم کے بعد بچیوں نے مکرم ہدایت اللہ صاحب کی نظم ’’مسجد‘‘ پڑھی۔محترم نیشنل امیر صاحب نے جماعت کا تعارف کروایا نیز کہا کہ مسجد عبادت کے علاوہ اسلام احمدیت کے بارہ میں معلومات مُہیا کرنے کا ذریعہ بھی بنے گی۔ میئر صاحب نے اپنی تقریر میں مسجد کی تعمیر پر جماعت احمدیہ اوراس علاقہ میں بسنے والوں کو مبارک باد دی۔ نیز اِس پُرامن جماعت کو اپنے شہر میں خوش آمدید کہا۔اس میں حاضری ۳۵ تھی

## حدیث حضرت خاتَم النّبیّن صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حذیفہؓ بن اسید الغفاری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم باہم گفتگو میں مصروف تھے۔آپؐ نے فرمایا کیا باتیں کر رہے ہو۔ہم نے عرض کیا کہ قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔آپؐ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس سے پہلے تم دس نشان دیکھ لو۔آپؐ نے تین خسوف مشرق ومغرب اور جزیرہ العرب میں،دخان،دجال،دابہّ،یاجوج ماجوج،مغرب سے سورج کے طلوع،نزول عیسیٰ بن مریم اور ایک آگ بیان فرمائی جو یمن سے ظاہر ہوگی اور لوگوں کو ان کے اکٹھا ہونے کی جگہ کی طرف ہانکے گی۔

(مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ،باب آیات قبل الساعۃ،جلد۴ص ۲۲۲۶،بحوالہ قندیل صداقت،ص۱۶۲)

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خودان کا قول تھا کہ مسیح اور مہدی چودھویں صدی کے سر پر ہوگا وہ پورا ہو گیا۔پھر طاعون بھی نشان تھا وہ بھی پورا ہو گیا۔نئی سواری جسے ریل کہتے ہیں، یہ بھی نشانی تھی جو کہ چلتی دیکھتے ہو۔سُورج اور چاند کا گرہن بھی ماہ رمضان میں ہو گیا۔ایک بڑی بدعت جس کی مثال جانوروں میں سے ہاتھی کی مثال ہے یہ پڑگئی تھی کہ نصاریٰ کا زور ہو گیا اور اسلام پر حملے شروع ہوئے۔

(ملفوظات جلد چہارم۔صفحہ 431)

## مشرقی جرمنی میں انصاراللہ کے تحت تبلیغی کتب اسٹال

مورخہ ۱۸ اپریل 2009ء کو مشرقی جرمنی کے شہر ٹمپلین Templin میں مجلس انصاراللہ جرمنی کے شعبہ تبلیغ کی وساطت سے تبلیغی سٹال لگایا گیا۔وہاں ایک جلسہ ہو رہا تھا جس میں ۱۰۰ کے قریب لوگ تھے۔جیسے ہی جلسہ ختم ہوا سب لوگوں کا رُخ ہمارے سٹال کی طرف ہو گیا۔سب سے پہلے تین پولیس والے آئے اور پوچھ گچھ کے دوران اسلام کو دہشت گردی کا مذہب قرار دیا۔جس پر انہیں تفصیل سے اسلامی تعلیمات کے متعلق بتایا گیا آخر کار وہ ہمارے مؤقف کے قائل ہو گئے۔ پھر انہوں نے بخوشی لٹریچر بھی وصول کیا۔اس کے بعد مہمانوں کی آمد میں تیزی شروع ہوگئی۔اور ۱۴ بجے تک ۶۰ کے قریب جرمن مہمان آئے۔تقریباً ۴۰ نے سیر حاصل بحث کی اور ۱۰۰ کی تعداد کے قریب لٹریچر حاصل کیا۔اس سٹال پر ایک جرمن نے کافی دلچسپی دکھائی اور اگلی دفعہ اپنی بیگم کے ساتھ آنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ دونوں پہلے بھی اسلام سے متعارف ہیں۔سٹال پر مکرم لیاقت علی شمسی صاحب،مکرم محمد احمد صاحب اور مکرم داؤد احمد صاحب نے ڈیوٹی دی۔

مؤرخہ 2.05.09 کو اسی شہر( Templin ) میں تبلیغی سٹال لگایا گیا۔صبح 10:45 بجے سٹال شروع کیا گیا۔ ایک دوست نے پوچھا کہ یہ جو لکھا ہے Islam Heisst Frieden مگر یہ Frieden (امن) کہاں ہے؟اس کو قرآن کریم کے حوالہ سے سمجھایا گیا۔ اِسی طرح خواتین کے پردہ کے متعلق سوالات کیے۔ کُل 19 افراد نے سٹال پر گفتگو کی۔ 13 مرد اور 14 عورتیں اور 2 بچے تھے۔کل 46 کتب و لٹریچر مفت دیا گیا۔ایک بچہ سٹال دیکھ کر گیا تو اُس نے اپنے والد کو ہمارے پاس بھیجا۔وہ سٹال پر آئے اور سٹال پر اسلام کے بارے میں عمومی معلومات حاصل کیں اور لٹریچر لے کر گئے۔کیونکہ وہ اسلام کے بارہ میں لٹریچر حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا سکولوں میں بچوں کو اسلام کے بارے میں معلومات دی جاتی ہیں لیکن اسلام کے بارے میں اُنہیں کوئی لٹریچر نہیں مل رہا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو اسلام کی تعلیم سے روشناس کروانے کی توفیق عطا فرمائی

# حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول ﷺ

(مبارک احمد تنویر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ابتدائے آفرینش سے زمین و آسمان کو خدائے بزرگ وبرتر ترقی کی منازل طے کرواتا نظر آتا ہے۔اور اسی طرح اس زمین پر پیدا کردہ اشرف المخلوقات کو ارتقائی مراحل سے گزار کر نقطۂ عروج کی طرف گامزن کئے ہوئے دکھائی دیتا ہے اور جب ایک صاحب دانش اس ساری کھیل کی کنہہ کو پانے کی کوشش کرتا ہے۔تو خالق کائنات کو یہ اعلان کرتے سنتا ہے۔,,لو لاك لما خلقت الافلاك,, (المضوع جلد:1 حديث نمبر:255)

یعنی اس ساری کائنات کا وجود محض میں نے اپنے عاشق و معشوق ،انسان کامل یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس میں اپنی صفات کاملہ کے ظہور کیلئے پیدا کیا ہے۔اور جب اس انسان کامل کا ظہور آج سے چودہ سو سال قبل سرزمین عرب میں ہوا۔اور کائنات کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسا منظر گزارا گیا۔ جو ازل سے ابد تک صرف ایک ہی دفعہ مقدر تھا۔اور اس وجہ کائنات کے وجود باجود سے خالق کائنات کی صفات حسنہ کا پرتو جس احسن اور اتم طور پر ظہور میں آیا اس سے بڑھ کر ممکن نہ تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے ظہور کے بعد یہ اعلان عام کر دیا۔

,, قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الله،، (آل عمران:۳۳)

یعنی اے رسول کہہ اب اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو۔تو اس کا صرف اور صرف ایک ہی طریق ہے کہ میری پیروی کرو۔ میرے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرو۔اور جتنا جتنا میری محبت میں کوئی آگے بڑھے گا اتنا اتنا ہی وہ خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا جائے گا ۔ دوسرے لفظوں میں معیار محبت خدا، ظہور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد معیار محبت رسول ﷺ قرار پایا۔

اور پھر خود رسول خدا ﷺ نے بھی تا قیامت آنے والے مومنوں کیلئے ایمان کی کسوٹی اپنی محبت کو ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

,, لا يوء من احدكم حتى اكون احب اليه من ولده و والده والناس اجمعين،، (بخاری)

یعنی تم میں سے کوئی مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے باپ اپنی اولاد اور دیگر تمام بنی نوع انسان سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔گویا محبت رسول ﷺ مصدق ایمان ہے ۔آج ان اقوال رسولؐ پر گزرنے والی چودہ صدیاں، اپنی گود میں ہزارہا اولیاء اقطاب کو لئے ان معیار صداقت ایمان کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر چکی ہیں ۔اور کسی ماں نے آج تک وہ لال نہیں جنا جو اس معیار سے سر مو انحراف کر کے قرب خدا سے فیضیاب ہوا ہو۔ چودہ سو سال سے جاری اس عشق و وفا رسول ﷺ کی دوڑ میں انگنت عشاق نظر آتے ہیں۔لیکن آج اس عاشق رسول ﷺ کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ جو نہ صرف گزشتہ عشاق سے سبقت لے گیا بلکہ تا ابد آنے والوں کو بھی اس میدان میں پیچھے چھوڑ گیا۔اور اس میدان کا بلا شبہ فتح نصیب جرنیل قرار پایا۔

میری مراد اس فتح نصیب جرنیل سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مھدی معہودؑ کی ذات اقدس ہے۔آپ کی حیات طیبہ میں سے چند ایک واقعات اور آپ کے چند ایک ارشادات کا ذکر کروں گا جو محض مشت از خروارے کا مصداق ہیں۔اور آپؑ کے قلب مطہر میں موجزن عشق رسول ﷺ کے بحر ذخار میں سے بھی چند قطرے ہیں۔ جو باوجود کمال ضبط کے آپؑ کی آنکھ، زبان اور قلم سے آشکار ہو گئے۔حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔کہ آپؑ اپنے خدا کے بعد عشق رسول ﷺ میں مستغرق تھے۔آپؑ کی ہر تقریر و تحریر۔ ہر قول و فعل، ہر حرکت و سکون اسی عشق رسول ﷺ کے جذبے سے لبریز نظر آتا ہے۔اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپؑ کے وجود سعید کا ذرہ ذرہ محبت رسولؐ کی مٹی سے گوندھا ہوا تھا۔آپؑ نے اپنے وجود کو معراج عشق کیوجہ سے اپنے معشوق کے وجود مطہر میں مکمل فنا کر دیا۔اس کا اظہار آپؑ اپنے ایک شعر میں یوں فرماتے ہیں۔

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۲۵)

حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسول ﷺ کا ذکر کئی پہلوؤں سے کیا جا سکتا ہے۔مثلاً۔ سچے عشق کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ عاشق ،معشوق کے ہر قول و فعل پر عمل کرنا اپنا فرض عین سمجھتا ہے۔اور بظاہر کسی معمولی بات کو بھی نظر انداز کرنا اس کے بس میں نہیں رہتا۔چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے جب کہ آپؑ مولوی کرم دین والے تکلیف دہ فوجداری مقدمہ کے تعلق میں گورداسپور تشریف لے گئے تھے اور سخت گرمی کا موسم تھا اور رات کا وقت تھا آپؑ کے آرام کے لئے مکان کی کھلی چھت پر چارپائی بچھائی گئی۔جب حضرت مسیح موعودؑ سونے کی غرض سے چھت پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ چھت پر کوئی منڈیر نہیں۔ آپؑ نے ناراضگی کے لہجہ میں خدام سے فرمایا۔ ”کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ نے بے پردہ اور بے منڈیر کی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔،،

چونکہ اس مکان میں کوئی اور مناسب صحن نہیں تھا آپؑ نے گرمی کی انتہائی شدت کے باوجود نیچے کے مسقّف کمرے میں سونا پسند کیا مگر اس کھلی چھت پر نہیں سوئے آپؑ کا یہ فعل اس وجہ سے نہیں تھا کہ بے منڈیر چھت پر سونا کسی خطرے کا موجب ہو سکتا ہے۔بلکہ اس خیال سے تھا کہ آنحضرت ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔( سیرت طیبہ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ)

چنانچہ آپؑ اپنے اس جذبہ اتباع رسول ﷺ کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔ ”کل احکام پیغمبری کو ہم مانتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے حکم کو ٹالنا بھی بدذاتی ہے،،۔(الحکم۔۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ:۶)

نیز فرمایا۔

”میں خوب جانتا ہوں کہ ھماری جماعت اور ھم جو کچھ ھیں اس حال میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہمارے شامل ہوگی کہ ہم صراط مستقیم پر چلیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کریں قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستور العمل بنا دیں اور ان باتوں کو ہم اپنے عمل اور حال سے ثابت کریں نہ صرف قال سے،،
(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ نمبر ۴)

پھر فارسی منظوم کلام میں فرمایا:

اقتدائے قول او در جانِ ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمانِ ماست

یعنی اس کے ہر قول کی پیروی کرنا ہماری فطرت کا جزو لاینفک ہے۔اور ہر چیز جو اس سے ثابت ہو وہ ہمارا ایمان ہے۔

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بے نظیر عاشق صادق تھے۔اور اپنے اس عشق میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔اس عشق کا اندازہ اگر کوئی صاحب دل ہو تو صرف اسی ایک واقعہ سے کرسکتا ہے۔

## ”کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔،،

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی سی مسجد میں جو مسجد مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے۔اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے۔اور اس کے ساتھ ہی آپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہتی چلی جارہی تھی۔اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپؑ آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت حسان بن ثابتؓ کا ایک شعر پڑھ رہے تھے۔ جو حضرت حسانؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے۔

كُنتَ السَّوَادَ لناظری فعمی علیك الناظر'
مَن شآء بعدك فَلیَمُت فَعَلَیكَ کُنتُ اُحاذِر'

”۔اے خدا کے پیارے رسول ﷺ تو میری آنکھوں کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے۔اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔،،

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا اور اس وقت آپؑ مسجد مبارک میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے۔تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت ! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کون سا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ”میں اس وقت حسّان بن ثابتؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ ”کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا،، (سیرت طیبہ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ )

دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر سخت سے سخت زمانے آئے طرح طرح کے مصائب کی چکّی میں پستے رہے، حوادث کی تند و تیز آندھیاں سر سے گزریں۔مسلمانوں، ھندوؤں، عیسائیوں، آریوں، سکھوں غرض ہر مذہب وملّت کے ماننے والوں نے آپ کو ایذاء دینے اور مخالفتوں کی آگ میں جلانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔قتل کے سازشی مقدمات میں سے گزرنا پڑا۔ بچّوں ،عزیزوں ،دوستوں اور فدائیوں کی موت کے نظارے بھی دیکھے مگر کبھی آپ کی آنکھوں نے آپؑ کے قلبی جذبات کی غمازّی نہیں کی اور اپنی جوانمردی اور بہادری کا اظہار خود
آپؑ نے اپنے شعر میں کچھ یوں کیا ہے

کجا غوغائے شاں بر خاطر من وحشت آرد
کہ صادق بزدل نبود و گر بیند قیامت را

یعنی اس طرح مصائب اور شور و فغاں سے میرا دل گھبرانے والا نہیں ہے۔ کیونکہ صادق تو قیامت کو دیکھ کر بھی بزدل نہیں ہوتا۔جن مصائب کا آپؑ کو دن رات تا دم واپسی سامنا رہا وہ کوئی معمولی نہ تھے۔ ہر آن کربلا کا منظر پیش امام تھا چنانچہ آپؑ نے خود اپنی اس کیفیت کا اظہار یوں کیا ہے۔

کربلائے است، سیر ہر آنم

یعنی میں ہر وقت کربلا کے میدان اور شہادت کا خیال ذہنی اور خیالی طور پر رکھتا ہوں۔اب ذرا اندازہ کیجئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کس عالی ہمت و حوصلہ اور ضبط کے مالک تھے۔ایک طرف تو قیامت تک کا صدمہ بھی آپ کی آنکھ کو نم نہ کر سکے۔اور اگر وہ آنکھ نم ہوتی ہے۔تو اپنے پیارے آقا محمد ﷺ کی وفات کے متعلق ایک شعر یاد کرتے ہوئے۔اور یہ صدمہ اپنے معشوق کی وفات کا ایسا یاد آیا کہ آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں ۔گویا آپؑ کیلئے تو قیامت سے بڑا صدمہ تیرہ سو سال پہلے گزر چکا تھا۔

باقی آئندہ انشاءاللہ

## حضرت مسیح موعودؑ کی چلہ کشی اور ایک معجزہ

شیخ مہر علی صاحبؓ کی پوتی مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک منصور احمد ابن ملک غلام فریدؓ ”مفسر قرآن کریم انگریزی“ حلفیہ بیان کرتی ہیں۔ (میرے پاس انکا ریکارڈ بھی ہے) وہ مکان جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے چلہ کشی کی اور جو طویلہ شیخ مہر علیؓ کے نام سے مشہور تھا۔ وہاں اکثر مذہبی علماء آکر ٹھہرا کرتے تھے جن کو اکثر شیخ صاحبؓ موصوف کی اہلیہ بخت آور بی بی صاحبہ کھانا بھجوایا کرتی تھیں ۔انہوں نے ایک دفعہ نوٹ کیا کہ حضورؑ اس میں سے بہت کم تناول فرماتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے آنے والے مولوی سارے کا سارا کھانا کھا جاتے تھے اور ٹرے بالکل خالی واپس آتی تھی۔ یہ بات بخت آور بی بی صاحبہ کو بہت عجیب لگی چنانچہ ایک رات انہوں نے وہاں آکر دروازے کی اوٹ سے اندر جھانکا تو انہیں بڑی روشنی نظر آئی ،ایسی کہ انکی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اس سے انہوں نے اپنے میاں شیخ مہر علی صاحبؓ کو بتایا کہ یہ مولوی (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) جو علاقہ بھیٹ (قادیان کا علاقہ) سے آیا ہے بہت پہنچا ہوا انسان ہے۔ یہ بات اپنے سارے خاندان کو بتائی۔
" (مرسلہ ملک منصور احمد، بیت السبوح جرمنی)

# بلندئ پرواز

(مقصود احمد علوی، جرمنی

قسط دوم

## ضروری وضاحت

اگرچہ افرادِ جماعت کا انفرادی اور اجتماعی اندازِ فکر و عمل، کردار، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی اور پُر امن طرزِ زندگی کا معیار دوسروں کی نسبت بہت بلند ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی قوم کے بارہ میں ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ اُس کے تمام افراد تربیت کے اعلیٰ معیار پر قائم ہو چکے ہیں اور اُنہیں مزید کسی اصلاح کی ضرورت نہیں۔ تربیت ایک جاری عمل کا نام ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اِس لئے ہر وقت ہی ضرورت رہتی ہے کہ اِس اہم موضوع پر گفتگو ہوتی رہے، مضامین لکھے جاتے رہیں، اصلاحی پروگرام بنتے رہیں اور اس طرح یاددہانی کے قرآنی حکم پر عمل ہوتا رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ایک زندہ اور فعّال قوم ہیں اور زندہ قوموں کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ وہ اپنے موجودہ معیاروں پر مطمئن ہو کر بیٹھ نہیں جاتیں بلکہ اپنی کارکردگیوں کی پڑتال کرتی رہتی ہیں۔ وہ مشاورت، غور و فکر اور تحقیقات کے ذریعے بلند سے بلند تر اور بہتر سے بہتر معیاروں کے حصول کی کوشش کرنے میں کبھی سست اور ماندہ نہیں ہوتیں۔ یہ مضمون بھی دراصل اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے پاس ہدایات کی کمی نہیں۔ تقریباً ہر روز حضرت خلیفۃ المسیح کے ذریعے قرآن و سنت اور ارشادات حضرت مسیح الزمان علیہ السلام کی روشنی میں مختلف اہم موضوعات پر ہمیں تازہ بتازہ روحانی مائدہ ملتا رہتا ہے۔ آپ کی ہدایات کی روشنی میں بیان فرمودہ مقاصد کے حصول کیلئے بر وقت اور درست میدانِ عمل کا انتخاب ایک بنیادی اور اہم امر ہے۔ قارئینِ کرام! یہ مضمون ذاتی تربیتی معیاروں کے جائزے لینے اور انہیں مزید سنوارنے نکھارنے کیلئے بعض عملی اقدامات کی طرف توجہ دلانے کی ایک حقیر اور پُر خلوص کوشش ہے۔ وباللہ التوفیق۔

## تربیت کے معانی اور مفہوم

تربیت کے معنی پرورش، پرداخت، تعلیم، تعدیب، تعلیمِ اَخلاق، تہذیب اور سکھانے اور سَدھانے کے ہیں۔ ان معانی کی رُو سے تربیت سے مراد کسی فن، کرتب، ہنر، علم وغیرہ کو عملی طور پر سکھانا اور اخلاق کی اصلاح اور کردار کی تعمیر ہے۔ دنیا میں مختلف الانواع علوم وفنون ہیں جن کی لوگوں کو تربیت دی جاتی ہے اور اس کیلئے بڑے بڑے کالج، یونیورسٹیاں اور ادارے قائم ہیں۔ مثال کے طور پر فوج اور پولیس کو مخصوص قسم کی تربیت دی جاتی ہے۔ کھلاڑیوں کو کھیل کی مناسبت سے تربیت دی جاتی ہے۔ میڈیکل کی ایک وسیع دنیا ہے جس میں سینکڑوں شعبہ جات ہیں اور ان میں کام کرنے کیلئے مخصوص تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ معاشیات کے شعبہ میں بیسیوں کام ہیں جن میں مینیجنگ ڈائریکٹر سے لے کر سیلزمَین تک اور اسی طرح فرموں، ہوٹلوں، دفاتر غرضیکہ ہر شعبۂ زندگی میں کام کی مناسبت سے مخصوص تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ کئی جانوروں کو بھی تربیت کے ذریعہ سدھایا جاتا اور اُن سے بہت سے مفید کام لئے جاتے ہیں۔ بعض کو کئی قسم کے کرتب اور کھیلوں کی تربیت دی جاتی ہے۔ اسی طرح اخلاق کی خوبیوں کو انسان کے اندر پیدا کرنے، اُنہیں نکھارنے، سنوارنے، ترقی دینے اور کردار کی تعمیر کیلئے بھی تربیت دی جاتی ہے۔

## تربیت کے معیار

ہر انسان کا معیار ایک جیسا نہیں ہوتا اور نہ ایسا ہونا ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو ایک جیسی صلاحیتیں عطا نہیں کیں اور ایسا کرنا نظام دنیا کیلئے ضروری بھی تھا۔ انسانی زندگی کے ہزارہا شعبے ہیں اور ہر شعبہ میں مختلف قسم کے کاموں کی مناسبت سے مختلف صلاحیتّوں کے حامل لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ دنیا میں ہر انسان کو ایک جیسے حالات بھی میسّر نہیں ہو سکتے اور نہ ایک جیسا ماحول مل سکتا ہے۔ اس لئے اُن کی ظاہری اور باطنی قوتوں میں بھی فرق ہوتا ہے۔ نہ تو ہر انسان کو علم کے حصول کے ایک جیسے مواقع میسّر ہوتے ہیں اور نہ سب کی علم سیکھنے کی صلاحیّت ایک جیسی ہوتی ہے۔ ایک ہی علم یا فن سیکھنے والوں کا بھی معیار ایک جیسا نہیں ہوتا۔ اس لئے اپنے اپنے مخصوص ماحول میں پروان چڑھنے کی وجہ سے ہر انسان کا اندازِ فکر و عمل اور اندازِ زندگی بھی مختلف ہوتا ہے۔ جس قسم کا کسی کو ماحول ملا اور جن حالات سے اُسے گزرنا پڑا اُس کی گہری چھاپ اُس کی ظاہری قوتوں پر بھی پڑتی ہے اور باطنی صلاحیتّوں پر بھی۔ پس ہر انسان کا نہ تو تربیت کا معیار ایک جیسا ہو سکتا ہے اور نہ تربیت حاصل کرنے کا۔

نظامِ دنیا چلانے کیلئے ہر قسم اور ہر معیار کے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اپنی اپنی جگہ ہر ایک کی اپنی اہمیّت ہوتی ہے۔ اس لئے معیاروں کے اِس قدرتی فرق کی وجہ سے لازم ہے کہ انسان اپنے کمزور بھائیوں کیلئے دل میں نرم گوشہ رکھے کیونکہ عین ممکن ہے وہ اپنے مخصوص ماحول کے اثرات کی وجہ سے جس میں کہ اُنہوں نے پرورش پائی ہے یا زندگی کا اکثر حصہ گزارا ہے تربیت کے مطلوبہ معیار تک پہنچنے کے قابل ہی نہ ہوں۔ ایسے احباب اگر نظام کے موٹے موٹے اصولوں، قواعد و ضوابط اور دین العجائز کی ہی پابندی کر لیں تو اتنا بھی کافی ہوتا ہے۔ اِس امر کو مدِّ نظر رکھنا معاشرتی زندگی میں پیار و محبت، اخوت و بھائی چارے اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی فضا کے قیام کیلئے نہایت ضروری اور اہم ہے۔ ذیل میں تربیت کے چند معیار اور اُن کے جائزے پیش کئے جاتے ہیں۔

### ا۔ اخلاقِ فاضلہ اور خدمات:

نظامِ جماعت میں مقامی جماعتوں سے لے کر مرکزی سطح تک متعدد شعبے ہیں اور ان میں بہت سے احباب خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ صدران، امراء اور نیشنل سطح کے سیکریٹریان وغیرہ۔ بہت سے احباب اپنے قیمتی اوقات جماعت کی طوعی خدمات میں صرف کرتے ہیں۔ اِن میں کئی ایسے بھی ہیں جو اپنے نفس اور بیوی بچوں تک کے حقوق پر جماعتی خدمات کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ ہر پروگرام میں پیش پیش ہوتے ہیں اور ملک بھر میں خدماتِ سلسلہ کے حوالہ سے اُن کی اچھی شہرت ہوتی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ صرف ایک پہلو ہے جس میں اُنہوں نے نام کمایا ہے۔ دوسرا پہلو اُن کے ذاتی اخلاق اور کردار یعنی ایمانداری، راست بازی، کسب رزقِ حلال، میاں بیوی، ہمسائیوں، اقرباء اور عوام الناس کے حقوق کی ادائیگی، تقویٰ، عبادات کا معیار وغیرہ ہے۔ یہ پہلو زیادہ قابلِ توجہ اور قابلِ فکر ہے۔ دراصل یہی وہ امور ہیں جو اُن کے تربیت کے معیار کی صحیح عکاسی کرتے ہیں۔ فرض کریں اگر کسی بڑے نامور اور مشہور خدمتگار کا خدانخواستہ بیوی سے یا بیوی کا خاوند سے سلوک اچھا نہیں یا وہ دوسروں کے حقوق غصب کرنے والا اور بددیانت شخص ہے تو اُس کی جماعتی خدمات کس کام کی؟

باقی آئندہ

# اسلام پر جبر و تشدد کے سلسلہ میں ہونے والے اعتراض کی حقیقت

## اسلامی اور عیسائی تاریخ کا موازنہ

**پوپ Ratzinger XVI نے ریگنز برگ کی یونیورسٹی میں اپنے لیکچر میں اسلام پر جبر و تشدد کے بارہ میں ایک بادشاہ کے حوالہ سے الزام لگایا تھا۔ جماعت احمدیہ جرمنی نے پوپ کے اعتراضات کے جواب میں ایک کتاب شائع کی ہے جو جرمن اور اردو زبانوں میں دستیاب ہے۔ اس میں سے ایک تاریخی نوعیت کا اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ادارہ۔**

### یروشلم پر قبضہ کے بعد عیسائیوں کا طرزِ عمل

پوپ صاحب کے ایک پیشرو، پوپ اُوربان ثانی (Urban II) نے مسلمانوں کے خلاف جس مقدس جنگ کا عیسائیت کے خدا کے نام پر آغاز کیا اس میں خود صلیبیوں کے اپنے بیان کے مطابق جب یروشلم پر قبضہ کیا گیا تو ایک عیسائی مورخ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے کہ (ترجمہ) ''ہمارے بعض آدمیوں نے (اور یہ زیادہ رحمدلانہ سلوک تھا) اپنے دشمنوں کے سر کاٹ دیئے اور ان کو تیروں سے چھید دیا یہاں تک کہ وہ برجوں سے گر گئے۔ دوسروں نے ان کو آگ میں ڈال کر دیر تک اذیتیں دیں۔ سروں، ہاتھوں اور پیروں کے ڈھیر شہر کی گلیوں میں جمع تھے۔ راہ گزرنے کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ انسانوں اور گھوڑوں کی لاشوں میں سے رستہ بنایا جائے۔ مگر یہ سب اس کے مقابل پر جو ہیکل سلیمانی میں، جہاں عام طور پر عبادت کی جاتی ہے، ہوا بالکل معمولی باتیں ہیں۔ وہاں کیا ہوا؟ اگر میں تمہیں سچ سچ بتا دوں تو وہ تمہاری قوت متخیّلہ سے تجاوز کر جائے گا۔ اس لئے اتنا ہی کہنا کافی سمجھو کہ ہیکل سلیمانی اور اس کے صحن میں سپاہی اپنے گھٹنوں اور گھوڑوں کی لگاموں تک خون میں ڈوبے ہوئے تھے۔ درحقیقت یہ خدا کا بالکل منصفانہ اور شاندار فیصلہ تھا کہ یہ جگہ کافروں (یعنی مسلمانوں) کے خون سے بھر جائے کیونکہ یہ اتنی دیر تک ان کے کفر کی اذیت برداشت کرتی رہی ہے۔ شہر لاشوں اور خون سے بھرا ہوا تھا''۔

ایک دوسرا عینی شاہد لکھتا ہے۔: (ترجمہ) ''اس عبادتگاہ میں تقریباً دس ہزار کو قتل کیا گیا۔ اگر تم وہاں ہوتے تو دیکھتے کہ ہمارے پاؤں ٹخنوں تک مقتولین کے خون سے رنگین تھے۔ مگر میں تمہیں مزید کیا بتاؤں؟ ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا گیا، نہ عورتوں کو نہ ہی بچوں کو''۔

اگر خدا خونریزی سے خوش نہیں ہوتا اور یقیناً خدا خون ریزی سے خوش نہیں ہوتا، تو عیسائیت کی تاریخ کے اس حصہ کے بارہ میں پوپ صاحب کا کیا خیال ہے؟۔

### یروشلم پر قبضہ کے بعد مسلمانوں کا طرزِ عمل

اس کے مقابل پر جب مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کے راشد خلیفہ ثانی کے دور میں یروشلم کو فتح کیا (637ء) تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی پیروی میں کسی قسم کی لوٹ مار یا قتل و غارت نہیں کی جس کا خود عیسائی بھی اعتراف کرتے ہیں۔......

کیتھولک انسائکلوپیڈیا بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ مسلمانوں نے یروشلم کی فتح کے موقع پر کوئی خون نہیں بہایا اور وہاں کے عیسائیوں کی عبادتگاہوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

"(پوپ کے اسلام پر اعتراضات کا رد، صفحہ 141 تا 144)

Vol. 14 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 6

National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

یادرفتگاں

# عزیزم کاشف محمود، پُرعزم نوجوان

(محمود احمد، لنڈن) قسط دوئم

جب فوٹو ہو چکا تو حضورؒ نے پوچھا کہ خواہش پوری ہوگئی عرض کیا! حضور ہوگئی۔ حضورؒ فرمانے لگے ''اب میری بھی ایک خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ فوٹو بنواؤں چنانچہ حضورؒ نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو فرمایا کہ میں اس کو پیار کرتا ہوں آپ فوٹو لیں۔ اس طرح ایک ہی ملاقات میں کاشف نے تین فوٹو حضورؒ کے ساتھ بنوانے کا شرف حاصل کیا جو اب یادگار ہیں

کاشف میں خدمت کا بے حد جذبہ تھا جس کی وجہ سے صدر صاحب جماعت ہمیشہ ایک رسید بک کاشف کے دفتر میں رکھتے کہ جس دوست کو جب بھی موقعہ ملے کاشف کے دفتر میں آکر چندہ دے جایا کرے۔ کچھ عرصہ نیشنل شعبہ مال جرمنی میں بھی خدمت کی توفیق پائی ہر ہفتہ اور اتوار کو چھٹی کا فائدا اُٹھاتے ہوئے فرنکفرٹ جاتا۔ محترم طارق محمود صاحب سیکرٹری مال اس کے کام کو بے حد پسند کرتے۔ عیدوغیرہ کے موقعہ پر عزیزوں اور غرباء کی مدد کرتا۔ اساتذہ کا بھی خیال رکھتا پاکستان میں پرائمری سکول کے زمانہ کے اساتذہ کی مدد کرتا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ چونکہ خود وہیل چیئر پر تھا اس لیے ان بچوں کو جو وہیل چیئر کے ضرورت مند تھے ان کے لیے WELFARE سکیم بنائی جس کے لیے ربوہ میں ایک تنخواہ دار مقرر کیا۔ رجسٹر بنایا ابتداء میں ربوہ میں اور پھر آہستہ آہستہ باہر تشہیر کی کہ معذوروں کو سائیکل اور وہیل چیئر تحفہ دی جائے گی۔ لیکن زندگی نے زیادہ ساتھ نہ دیا وفات کے بعد اس کی دو عدد وہیل چیئر بھی اسی طرح تحفہ دے دی گئیں۔ مارچ 2007ء میں بہتر کاروبار کی نظر سے جرمنی سے لندن منتقل ہوئے۔ خاکسار کو اور اپنی والدہ کو بھی جلد لندن بلوا لیا مکان بھی اپنی اوپر والی منزل میں ہمیں لے کر دیا۔ بیت فضل کے قریب ہونے کی وجہ سے اکثر نمازوں میں شامل ہوتا جمعہ کی نماز بیت الفتوح میں ہم دونوں ادا کرتے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر اپنی اور اہلیہ کی وصیت کروائی۔ جون 2008ء کا مالی سال ختم ہونے پر بار بار فون کر کے سیکرٹری مال کو بلا کر پورے سال کی ادائیگی کی۔ جلسہ سالانہ UK 2008ء کے موقعہ پر مہمان خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت زیادہ تھے کیوں کہ جوبلی کا جلسہ تھا لہٰذا مہمانوں کو مختلف ایئر پورٹس سے کبھی دن کو کبھی رات 2 بجے لے کر گھر آتا اور اس بات میں خوشی محسوس کرتا۔ گزشتہ سال بھی دوستوں کی دعوت جلسہ سالانہ کے بعد ایک ریسٹورانٹ میں کی۔ ایک اور ضروری بات جس کا ذکر کرنا مناسب ہوگا جب ٹریول ایجنسی کی ابتداء کی گئی تو کاشف نے دوسری باتوں کے علاوہ یہ بات بھی طے کی کہ کسی بھی واقف زندگی اور یتیم بچے سے ٹکٹ پر منافع نہیں لیا جائے گا۔ بعض اوقات اگر کوئی صدر جماعت یا کوئی اور عہدیدار بھی اظہار کرتے تو انہیں بھی منافع کی رقم چھوڑ دیا کرتا چنانچہ یہی باتیں اس کے کاروبار میں برکت کا باعث بنیں۔

یہ غالباً 2003 کا واقعہ ہے جب عزیزم کاشف شادی کے بعد پہلی بار جرمنی سے ربوہ پاکستان گیا اسکی بیٹی بریرہ اسوقت چھ ماہ کی تھی گوجرہ میں کسی دوست کی دعوت میں شامل ہونے کے لیے ربوہ سے ٹیکسی کرائے پر لی۔ جب دعوت سے فارغ ہو ر ربوہ واپس آ رہے تھے اور سورج غروب ہو رہا تھا ایک گاڑی جو پیچھے سے آئی اسمیں سوار 4 ڈاکوؤں نے کلاشنکوف کی نوک پر گاڑی رکوائی اور پھر جنگل میں لے گئے۔ پوچھا کہاں جا رہے ہو کاشف نے بتایا کہ وہ ربوہ جا رہے ہیں بعدازاں ڈاکوؤں نے اھلیہ اور ان کی خوش دامن کے تمام زیورات اور نقد رقم لوٹی ڈائیور سمیت تمام افراد کو جنگل میں اتارا اور گاڑی بھی لے گئے بڑی مشکل سے بس اڈا پر پہنچے اور پھر رات کو پولیس کی گاڑی میں ربوہ آئے۔ لوٹ کے دوران کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں دکھائی اور حوصلہ کے ساتھ ڈاکوؤں کے سوالات کے جوابات دیئے جو سب سچائی پر مبنی تھے جبکہ ڈارئیور نے کسی بات پر جب غلط بیانی سے کام لیا تو اسکو کافی مارا بھی گیا

کاروبار میں لین دین میں جھوٹ اور غلط بیانی سے ہمیشہ پرہیز کیا کرتا صاف صاف بتا دیتا کہ مرضی ہے لو یا نہ لو۔ آہستہ آہستہ احباب کو علم ہو گیا کہ جو کہتا ہے وہی کرتا ہے ٹریول ایجنسی کھلنے کا وقت 9 بجے رکھا گیا تھا ٹائم کی پابندی اس قدر کرتا کہ خاکسار بعض اوقات گھر سے نکلتے ہوئے لیٹ ہو جاتا جب میں کاشف کے گھر پہنچتا تو ہمیشہ باہر گاڑی کے پاس کھڑے پاتا۔ اس طرح کئی سال تک دفتر 9 بجے ٹائم پر ہی کھلتا رہا میں بھی پابندی کرتا تھا لیکن وہ مجھ سے ہمیشہ آگے رہا۔ الغرض بے حد پیارا نیک والدین کا فرمانبردار تمام عزیزوں کا منظور نظر دوستوں میں بے حد مقبول اور سوشل زندگی گزارنے والا مورخہ 8 اگست 2008ء کو اپنے خدا کے پاس چلا گیا۔ جلسہ سالانہ ہو یا کوئی اجتماع دوستوں کا ایک ہجوم ارد گرد ہوتا بچہ جوان بوڑھا سب سے تعلق تھا مجھے اس کے سوشل ہونے کا اندازہ تو تھا ہی لیکن وفات کے بعد پاکستان سے لے کر جرمنی بیلجیئم، ہالینڈ، سوئٹزلینڈ نہ جانے دنیا کے کس کس کونے سے فونوں کا ایک تانتا بندھ گیا۔

احباب نے جس طرح خاکسار کے گھر آکر یا فون کے ذریعہ اپنی محبت کا اظہار کیا ان سب کا ممنون ہوں اللہ تعالیٰ سب کو جزاء عطا کرے۔ آمین

کاشف اس لحاظ سے بے حد خوش قسمت تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت مورخہ 12 اگست 2008ء کو بیت الفضل لندن میں نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مورخہ 14 اگست 2008ء کو تابوت ربوہ پہنچا 15 اگست نماز جمعہ کے بعد محترم محمد آصف جاوید چیمہ صاحب نائب ناظر اصلاح ارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ تدفین کے بعد مکرم راجہ منیر احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن نے دعا کروائی۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی بریرہ محمود اور ایک بیٹا فارس محمود یادگار چھوڑے ہیں۔ دونوں وقف نو تحریک میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے شمار رحمتیں نازل کرے جانے والے پر جو تھوڑی عمر میں بہت سے دلوں کی دھڑکن اور دلوں میں محبت کا انبار چھوڑ گیا بعض اوقات خواب محسوس ہوتا ہے آنکھیں ہر وقت پرنم دل ہر وقت شدت غم میں ڈوبا رہتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ میرا لخت جگر اور میری جان تھا جس کے ساتھ ایک دوست کی طرح میں نے 31 سال گزارے جسے بھولنا میرے بس میں نہیں۔ خاکسار اپنی عمر کے 65 برس میں ہے اس لحاظ سے ہمیشہ اپنے بچوں سے اپنے جانے کی باتیں کیا کرتا تھا لیکن کیا معلوم کسے پہلے جانا تھا اللہ تعالیٰ اس کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

# بیت النصر میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب کا انعقاد

مورخہ ۲۶ اپریل ۲۰۰۹ء کو مسجد بیت النصر کولون میں Tag der Religionsstifter کا انعقاد ہوا۔ اس پروگرام میں یہودی، عیسائی، بدھ مت اور اسلام کے مقرر کردہ نمائندوں نے اپنے اپنے مذاہب کے بانی کی سیرت کے چند پہلوؤں کا ذکر کیا۔

اس پروگرام کا آغاز 17:15 بجے تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ لوکل امیر کولون مکرم ومحترم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب نے مہمانوں اور مقررین کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور مقررین کا مختصراً تعارف کرایا اور پروگرام کی غرض وغایت بیان کی۔

سب سے پہلی تقریر یہودیت کے بارے میں Herr Günther Ginzel نے کی۔ آپ نے حضرت موسیٰؑ کی ذات کے حوالے سے کہا کہ حقیقتاً آپؑ یہودیت کے بانی نہیں تھے۔ حضرت موسیٰؑ کی اہلیہ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھیں اور اسی طرح ان کے سسر بھی۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ ہمارا مقصد انسانیت کو یہودی کرنا نہیں بلکہ اخوت پیدا کرنا ہے۔

دوسرے مقرر Herr Werner Heidenreich نے اپنے مضمون میں حضرت بدھؑ کی سیرت کو بیان کیا اور آپؑ کی تعلیمات کا بھی کچھ حوالہ دیا۔ آپ نے کہا کہ حضرت بدھؑ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے ۵۰۰ سال پہلے ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ آپؑ کا اصل نام سدھارتہ تھا اور آپ کی پیدائش سے کچھ عرصہ بعد ہی آپ کی والدہ محترمہ کی وفات ہوگئی۔ ۲۹ سال کی عمر میں جب آپؑ پہلی دفعہ اپنے خاندان کے امیر خانہ سے باہر نکل کر شہر کی طرف گئے تو آپ کو اس بات کا احساس ہوا کہ انسانیت کی بھلائی مال میں نہیں۔ دکھ، بیماریاں، عمر رسیدگی اور موت زندگی کے اہم جزء ہیں۔ Herr Werner Heidenreich نے کہا کہ انسان کو ہمیشہ درمیانی راہ کو تلاش کر کے اسے اختیار کرنا چاہیئے۔

Herr Dr.Andreas Bell اس دن کے تیسرے مقرر تھے۔ آپ نے عیسائیت کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ کی سیرت کے متعلق کچھ بھی بیان نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کے بارہ میں کچھ خاص معلومات مہیا نہیں۔ ہاں یہ جانتے ہیں کہ آپؑ کو Christus اور خدا کے بیٹے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ عیسائیت کی تعلیم کو آپ نے اس رنگ میں بیان کیا کہ خدا ہر ایک سے محبت کرتا ہے اور اس کی رحمانیت کو کوئی بھی روک نہیں سکتا۔ آج کے زمانہ میں انسانیت اپنی عقل کو استعمال میں نہیں لاتی جس کو مستعمل کرنے کا قرآن سختی سے حکم دیتا ہے اور ساتھ ہی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ کاش یہ تعلیم بائیبل کی ہوتی۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی اس پروگرام کے آخری مقرر تھے۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے چند پہلو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ آپ ﷺ نے قریب ۱۲ سال تک مظالم کو برداشت کیا اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کے حکم کی پیروی کی۔ اسلامی غزوات جو آپ ﷺ کی نگرانی میں لڑے گئے تھے وہ صرف اور صرف دفاع کی خاطر تھے نہ کہ اسلام کی اشاعت کی خاطر۔ مزید یہ کہ اسلام مذہب کے معاملہ میں کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں دیتا اور آپ ﷺ کا باعثِ نزول محض اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا تھا۔

آخر میں سوال و جواب ہوئے اور بعض مہمانوں نے اپنے خیالات اور نیک جذبات کا اظہار کیا اکثر مہمانوں نے اس پروگرام کے طریقہ کار کو پسند کیا۔

اس جلسہ میں 197 افراد نے شرکت کی۔

(رپورٹ۔ سعادت احمد، کولون)